فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۸)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

سوال: اسمائے الٰہی میں الحاد سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور اس کی آیات میں الحاد سے قرآن کریم میں منع کیا گیا ہے اور اس سے ڈرایا بھی گیا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

(الأعراف : ۱۸۰)

''ان لوگوں کا ذکر کرنا چھوڑ دو، جو اللہ کے اسما میں الحاد اختیار کرتے ہیں، عنقریب وہ اپنے کرتوتوں کا بدلہ پائیں گے۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا﴾ (فُصّلت : ۴۰)

''جو لوگ ہماری آیات میں الحاد اختیار کرتے ہیں، وہ ہم سے مخفی نہیں ہیں۔''

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

﴿لَا يَخْفَوْنَ﴾ فِيهِ تَهْدِيدٌ شَدِيدٌ، وَوَعِيدٌ أَكِيدٌ، أَيْ إِنَّهُ تَعَالٰى عَالِمٌ بِمَنْ يُلْحِدُ فِي آيَاتِهِ، وَأَسْمَائِهِ، وَصِفَاتِهِ، وَسَيَجْزِيهِ عَلٰى

ذٰلِكَ بِالْعُقُوبَةِ، وَالنَّكَالِ.

''فرمان باری تعالیٰ ''وہ ہم سے مخفی نہیں۔'' میں شدید دھمکی اور سخت وعید ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنی آیات، اسما اور صفات میں الحاد کرنے والوں کو جانتا ہے، عنقریب وہ لوگ سزا اور عبرت کی صورت میں اس کا بدلہ پائیں گے۔''

(تفسیر ابن کثیر : ۱۷۱/۷)

❁ قتادہ رحمہ اللہ فرمان الٰہی: ﴿وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ﴾ (الأعراف : ۱۸۰) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''وہ توحید اسما میں شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔''

(تفسیر ابن أبي حاتِم : ۱۶۲۳/۵، تفسیر الطّبري : ۱۵٤٦۷، وسندہٗ صحیحٌ)

اسمائے الٰہی میں الحاد یہ ہے کہ ان کا یا ان کے حقائق ومعانی کا انکار کر دیا جائے، اس کی کئی اقسام ہیں؛

۱۔ کسی نام کا انکار کر دینا یا صفات کے معانی کو تسلیم نہ کرنا، جیسے معطلہ کرتے ہیں۔

۲۔ انہیں مخلوق سے تشبیہ کا ذریعہ بنا دینا، جیسے مشبہہ نے کیا۔

۳۔ جو نام اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں کیا، وہ اپنی طرف سے رکھ دینا، حالانکہ اللہ کے نام توقیفی ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے بتوں کے نام بنانا، جیسے ''اللات''، ''الالہ'' سے اور ''العزیٰ''، ''العزیز'' سے مشتق ہے۔

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''اللہ کے ناموں میں الحاد یہ ہے کہ ان کے بارے میں درست منہج سے ہٹ

جانا، ان میں نئے نئے معانی داخل کر دینا اور حقیقی معانی سے پھیر دینا۔ یہ الحاد کی حقیقت ہے، جو یہ کام کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے۔''

(مَدارج السّالكين : ٥٤/١)

سوال: اگر تحریر میں نبی کریم ﷺ کا مبارک نام آئے، تو کیا درود لکھنا واجب ہے؟

جواب: تحریر میں نبی کریم ﷺ کے نام کے ساتھ درود لکھنا ضروری ہے۔ اہل علم نے اس پر بڑی تاکید فرمائی ہے کہ تحریر میں جتنی بار بھی نبی کریم ﷺ کا نام آئے، تو درود لکھا جائے، جبکہ بہت سے تحریر نگار اس پر توجہ نہیں دیتے۔

سوال: کیا لکھتے وقت اختصار کے ساتھ درود لکھا جا سکتا ہے؟

جواب: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی جگہ ''ص، صعم، صلم، صلیو، صلع اور صلعم'' جیسے رموز واشارات کا استعمال حکم الٰہی اور منہجِ سلف صالحین کی مخالفت ہے۔ یہ قبیح اور بدعی اختصار خلاف ادب ہے۔ یہ ایسی بے ہودہ اصطلاح ہے کہ کوئی نادان ہی اس پر اکتفا کر سکتا ہے۔

۞ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) لکھتے ہیں:

''اے لکھنے والے! اپنی لکھائی میں رسول اللہ ﷺ پر درود کی اس طرح رمز لکھنے سے اجتناب کرو کہ دو یا تین چار حرفوں پر اکتفا کر لو۔ اس طرح درود کی صورت ناقص ہو جاتی ہے، جیسے سست اور بہت سے جاہل عجمیوں کا طرز عمل ہے اکثر طلبہ بھی اس غلطی کا شکار ہیں۔ وہ ''ﷺ'' کی جگہ ص، صم، صلم یا صلعم لکھتے ہیں۔ یہ طریقہ کتابت میں نقص کی بنا پر اجر میں کمی کی وجہ سے غیر مستحسن ہے۔''

(فتح المُغيث بشرح ألفية الحديث : 3/71-72)

۞ علامہ ابو یحییٰ زکریا انصاری رحمہ اللہ (۹۲۶ھ) لکھتے ہیں:

تُسَنُّ الصَّلَاةُ نُطْقًا وَّكِتَابَةً عَلٰى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ

صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، كَمَا نَقَلَهُ النَّوَوِيُّ عَنْ إِجْمَاعِ مَنْ يُّعْتَدُّ بِهٖ .

''تمام انبیا اور فرشتوں پر بول کر اور لکھ کر درود وسلام بھیجنا مسنون ہے، جیسا کہ علامہ نووی رحمہ اللہ نے تمام معتبر اہل علم کے اجماع سے یہ بات نقل کی ہے۔''

(فتح الباقي بشرح ألفية العراقي : 44/2)

❀ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

كَذَا اسْمُ رَسُولِهٖ بِأَنْ يُّكْتَبَ عَقِبَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ جَرَتْ بِهٖ عَادَةُ الْخَلَفِ كَالسَّلَفِ، وَلَا يُخْتَصَرُ كِتَابَتُهَا بِنَحْوِ صلعم؛ فَإِنَّهٗ عَادَةُ الْمَحْرُومِينَ .

''اسی طرح اللہ کے رسول کے نام کے بعد ''ﷺ'' لکھنا چاہیے۔ خلف وسلف کی یہی عادت رہی ہے۔ البتہ درود کو اختصار کے ساتھ لکھنا درست نہیں، جیسے صلعم، یہ محروم لوگوں کی عادت ہے۔'' (الفتاوى الحديثيّة : 164/1)

❀ حافظ ابوالقاسم حمزہ بن محمد کنانی رحمہ اللہ (۳۵۷ھ) کہتے ہیں:

كُنْتُ أَكْتُبُ الْحَدِيثَ وَكُنْتُ أَكْتُبُ عِنْدَ ذِكْرِ النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ)، وَلَا أَكْتُبُ (وَسَلَّمَ)، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ لِي : مَا لَكَ لَا تُتِمُّ الصَّلَاةَ عَلَيَّ؟ قَالَ : فَمَا كَتَبْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ) إِلَّا كَتَبْتُ (وَسَلَّمَ) .

''میں حدیث لکھا کرتا تھا، جب نبی کریم ﷺ کا ذکر آتا، تو (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ) لکھ دیتا، (وَسَلَّمَ) نہ لکھتا۔ ایک دن خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی، فرمایا: درود پورا کیوں نہیں لکھتے؟ اس کے بعد جب بھی میں نے (صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ) لکھا، تو ساتھ (وَسَلَّمَ) بھی لکھا۔''

(مقدمة ابن الصلاح، ص 300، وسنده صحيحٌ)

۞ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) لکھتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم ہے۔ جو اللہ کے رسول اور اس کے حبیب کی تعظیم کرے گا، اللہ اسے عظمت عطا فرمائیں گے اور دنیا وآخرت میں اس کی شان بلند کریں گے۔ جو آپ کی تعظیم نہیں کرتا، اللہ اسے ذلیل کر دیں گے۔ مطلب یہ کہ کسی عاقل، بالخصوص خالص مومن سے بعید ہے کہ وہ اپنی زبان پر چند کلمات جاری نہ کر سکے، جن کے بدلے وہ اللہ تعالیٰ کی دس رحمتوں کے حصول، دس درجات کی بلندی اور دس گناہوں کی معافی سے بہرہ ور نہ ہو جائے۔ پھر وہ اس غنیمت سے فائدہ نہ اٹھائے اور درود اس سے رہ جائے۔ ایسا شخص مستحق ہے کہ اللہ اس پر ذلت نازل کرے اور اس پر اللہ کا غضب ہو۔ اکثر کاتبین کی عادت ہے کہ وہ درود لکھنے کے بجائے اشارے پر اکتفا کرتے ہیں۔''

(شرح المشكاة: 131/2)

۞ علامہ انور شاہ کاشمیری کہتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ مَا يُذْكَرُ وَيُكْتَبُ لَفْظُ (صلعم) بَدْلَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ؛ فَغَيْرُ مَرْضِيٍّ .

''خوب جان لیجیے کہ ''ﷺ'' کی جگہ جو''صلعم'' کا لفظ بولا اور لکھا جاتا ہے، وہ ناپسندیدہ ہے۔''

(العَرف الشّذي :110/1)

سوال: کیا جمعہ کے دن درود پڑھنے کی کوئی خاص فضیلت ثابت ہے؟

جواب: جمعہ کے دن کو خاص کر کے درود پڑھنے کی کوئی مخصوص فضیلت ثابت نہیں۔ اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔

سوال: اذان سے پہلے درود پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اذان سے پہلے الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وغیرہ پڑھنا ثابت نہیں۔ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ صحابہ کرام، تابعین عظام، تبع تابعین اعلام اور ائمہ اسلام سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

جناب غلام رسول سعیدی صاحب کہتے ہیں کہ اذان سے پہلے درود نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت نہیں۔

(شرح صحیح مسلم، جلد 1، ص 1092)

❁ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''ہم نے کسی بھی حدیث میں اذان سے پہلے اور دورانِ اذان محمد رسول اللہ کے بعد درود پڑھنے کی دلیل نہیں دیکھی۔ ائمہ کے کلام میں ایسی کوئی بات نہیں ملی۔ لہٰذا ان مقامات پر درود پڑھنا مسنون نہیں۔ جو ان مقامات پر درود کو مسنون سمجھ کر عمل پیرا ہے، اسے روکا جائے، ایسا کرنا شریعت سازی ہے۔ جو شریعت بناتا ہے، اسے ڈانٹا اور روکا جائے گا۔''

(الفتاوی الفقهیّۃ الکبرٰی :131/1)

۞ علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ (م:۷۳۷ھ) لکھتے ہیں:

''جہاں صحابہ، تابعین اور ائمہ دین درود نہیں پڑھتے تھے، انہوں نے ایسے چار مقامات پر درود پڑھنے کی بدعت جاری کی ہے۔تمام بھلائی اسلافِ امت کی پیروی میں ہے۔کوئی مسلمان شک نہیں کرسکتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بہت عظیم اور جلیل القدر عبادت ہے، ذکرِ الٰہی اور درود وسلام سری اور علانیہ دونوں طرح سے نیکی ہے، لیکن ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ عبادات کو ایسے مقامات سے ہٹا دیں، جن میں شارع علیہ السلام نے انہیں رکھا ہے اور جن میں اسلافِ امت انہیں بجالاتے تھے۔''

(المَدخل :249/2، 250)

یاد رہے کہ بدعت رنگ بدلتی ہے۔ زمان ومکان کے ساتھ اس میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔سنت کا امتیاز ہے کہ اس کا رنگ ہر جگہ ایک ہوتا ہے، کیوں کہ سنت نام ہے پیروی کا اور بدعت خانہ ساز ہوتی ہے، اس لئے لوگ اپنے علاقے اور دور کے اعتبار سے اس میں تبدیلیاں کرتے رہتے ہیں۔

اذان سے پہلے درود بھی اپنے آغاز سے لے کر اب تک مختلف سانچوں میں ڈھلتا رہا ہے۔دسویں صدی ہجری میں اپنے آغاز کے وقت اس کی صورت کیسی تھی؟

۞ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''موذنوں نے اذان کے بعد درود وسلام کی بدعت رائج کر لی ہے، یہ لوگ فجر اور جمعہ کی اذان سے پہلے درود وسلام پڑھتے ہیں اور مغرب میں پڑھتے ہی

نہیں، کیوں کہ وقت قلیل ہوتا ہے۔ اس بدعت کی ابتدا سلطان ناصر صلاح الدین بن ایوب کے دور میں ہوئی اور اسی کے حکم سے مصر اور اس کی عمل داری والے علاقوں میں اس کا اجرا ہوا۔ یہ بدعت اس طرح شروع ہوئی کہ جب حاکم مخذول قتل ہوا، تو اس کی بہن نے مؤذنوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے بیٹے کے حق میں امام طاہر پر سلام کہیں۔ بعد والے خلفا پر بھی سلام کہا جاتا رہا، پھر صلاح الدین نے اسے ختم کر کے نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام شروع کرا دیا۔ اس نے بہت اچھا کیا۔ اللہ اسے جزائے خیر دے۔ ہمارے مشائخ اور دیگر اہل علم سے پوچھا گیا کہ ان مؤذنوں کی طرح اذان کے بعد درود وسلام کیسا ہے؟ تو انہوں نے فتویٰ دیا کہ درود وسلام فی نفسہ تو سنت ہے، لیکن یہ طریقہ بدعت ہے۔ جو کہ بالکل واضح ہے۔''

(الفتاویٰ الفقهية الكبرىٰ :131/1)

اذان کے بعد درود وسلام مسنون ہے، لیکن اس کا وہ طریقہ بدعت ہوگا، جو اسلاف امت سے ثابت نہیں۔ ابتداء میں صرف جمعہ اور فجر میں اذان سے پہلے درود پڑھا جاتا تھا، پھر ہر اذان سے پہلے پڑھا جانے لگا۔ آغاز میں حکمرانوں پر سلام پڑھا جاتا تھا، پھر ایک حاکم نے نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام شروع کروا دیا۔ اس حاکم کی نیت اچھی تھی کہ وہ ایک بدعت کو ختم کرنا چاہتا تھا، لیکن اس دور کے اہل علم کی دور اندیشی دیکھیں کہ انہوں نے اس وقت ہی اس کی کیفیت کو بدعت قرار دیا۔ آج دیکھ لیجیے کہ اس بدعت میں کس قدر اضافہ ہو گیا ہے؟

دین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمودات و ارشادات کا نام ہے، اعمال کی قبولیت کے لیے بنیادی شرط قرآن وسنت کی پیروی ہے۔ درود وسلام کے لئے وہی طریق

اپنانا ضروری ہے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو۔ اس سے ہٹ کر کوئی بھی طریقہ اسے بدعت بنا دے گا:

❀ نافع بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں ایک شخص نے چھینک لی اور کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو۔'' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بھی اللہ کی تعریف کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا ہوں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یوں نہیں سکھایا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینک کے وقت یہ دُعا سکھائی ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ ''ہر حال میں ساری کی ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔''

(سنن التّرمذي: ٢٧٣٨، مسند الحارث: ١٨٥٣، المستدرك للحاكم: ٤/٢٦٥ـ٢٦٦، شُعَب الإيمان للبيهقي: ٨٨٨٤، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ علامہ سیوطی رحمہ اللہ (٩١١ھ) کہتے ہیں:

لِأَنَّ الْعُطَاسَ وَرَدَ فِيهِ ذِكْرٌ يَّخُصُّهٗ، فَالْعُدُولُ إِلٰی غَيْرِهٖ أَوِ الزِّيَادَةُ فِيهِ؛ عُدُولٌ عَنِ الْمَشْرُوعِ وَزِيَادَةٌ عَلَيْهِ، وَذٰلِكَ بِدْعَةٌ وَّمَذْمُومٌ.

''چھینک کے بارے میں خاص ذکر وارد ہوا ہے، لہٰذا کوئی اور ذکر کرنا یا اس میں اپنی طرف سے اضافہ کرنا شریعت کے طریقے سے انحراف اور اس میں

اضافہ کی کوشش ہے۔ یہ کام بدعت اور قابل مذمت ہے۔‘‘

(الحاوي للفتاوي :1/254، 255)

(سوال): کیا درس حدیث کے شروع میں درود پڑھنا جائز ہے؟

(جواب): درس و وعظ کے آغاز میں حمد و ثناء کے ساتھ درود پڑھنا بھی جائز ہے۔

(سوال): اگر قرآن کریم کی آیت میں نبی کریم ﷺ کا نام آ جائے، تو کیا اس وقت درود پڑھا جائے گا یا نہیں؟

(جواب): قرآن کریم کی آیت یا نماز میں جہاں نبی کریم ﷺ کا نام آ جائے، وہاں رک کر درود نہیں پڑھا جائے گا، بلکہ اسے جاری رکھا جائے، کیونکہ ان مقامات پر درود پڑھنا مسموع نہیں۔ اسی طرح مسنون اذکار میں جہاں نبی کریم ﷺ کے نام کے ساتھ ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ وارد نہیں ہوا، وہاں درود نہ پڑھنا ہی مسنون ہے۔

(سوال): جن ضمائر سے مراد نبی کریم ﷺ ہوں، تو کیا ان کے بعد بھی درود پڑھنا یا لکھنا ضروری ہے؟

(جواب): جس ضمیر سے مراد نبی کریم ﷺ ہوں، اس کے بعد درود پڑھنا یا لکھنا ضروری نہیں، البتہ مستحب ضرور ہے۔

(سوال): کیا درود کے لیے کوئی ممنوع وقت ہے؟

(جواب): درود کے لیے کوئی ممنوع وقت نہیں۔ ہر وقت درود پڑھا جا سکتا ہے، اس کے لیے باوضو ہونا بھی شرط نہیں، بلکہ جنبی اور حائضہ بھی درود پڑھ سکتے ہیں۔

(سوال): کیا نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے درود پڑھنا مکروہ ہے؟

(جواب): ہر نبی کے لیے درود پڑھا جا سکتا ہے، ’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ یا ’’علیہ السلام‘‘

جیسی اصطلاحات انبیائے کرام کے لیے خاص ہیں، انہیں غیر نبی کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے، البتہ ضمناً نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کی آل اور اصحاب پر بھی درود پڑھا جاسکتا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا تُصَلُّوا صَلَاةً عَلٰى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلٰكِنْ يُدْعٰى لِلْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ بِالْاِسْتِغْفَارِ .

''نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی پر درود کے الفاظ استعمال مت کریں، بلکہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کے الفاظ استعمال کریں۔''

(فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم للقاضي إسماعيل : 75، وسنده صحيحٌ)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّلَاةِ عَلٰى غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ يَعْنِي اسْتِقْلَالًا لَمْ تَكُنْ مِنَ الْأَمْرِ الْمَعْرُوفِ وَإِنَّمَا أُحْدِثَتْ فِي دَوْلَةِ بَنِي هَاشِمٍ .

''غیر نبی کے لیے مستقل طور پر ''الصلاۃ'' کا لفظ استعمال کرنا (خیر القرون میں) معروف نہیں تھا، یہ بنو ہاشم (عباسیہ) کے دور خلافت میں رائج ہوا۔''

(الشِّفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ : 68/2، فتح الباري لابن حجر : 170/11)

❁ علامہ غزالی رحمہ اللہ (۵۰۵ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّلَاةُ عَلٰى غَيْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكْرُوهٌ إِذْ فِيهِ مُوَافَقَةُ الرَّوَافِضِ وَلِأَنَّ الْعَصْرَ الْأَوَّلَ خَصَّصُوا الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ بِهٖ كَمَا خَصَّصُوا عَزَّ وَجَلَّ بِاللّٰهِ وَكَمَا لَا يُحْسِنُ أَنْ

يُقَالَ : مُحَمَّدٌ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنْ كَانَ عَزِيزًا جَلِيلًا لَا يُحْسِنُ أَنْ يُقَالَ : أَبُو بَكْرٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنْ كَانَ الصَّلَاةُ هُوَ الدُّعَاءُ .

''رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لیے ''الصلاۃ'' کا لفظ استعمال کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں روافض کی موافقت ہے، نیز صدرِ اول میں ''علیہ الصلاۃ والسلام'' نبی ﷺ کے ساتھ خاص تھا، جیسا کہ ''عزوجل'' کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ جیسے محمد عزوجل کہنا درست نہیں، باوجود اس کے کہ آپ ﷺ عزیز اور جلیل ہیں، اسی طرح ابوبکر صلوات اللہ علیہ کہنا بھی درست نہیں، اگرچہ صلوٰۃ دعا کے معنی میں ہے۔''

(الوَسيط في المَذهب : 2/446)

✿ علامہ ابن العطار رحمہ اللہ (۷۲۴ھ) فرماتے ہیں:

''جو بات اکثر علما نے کی ہے، وہی صحیح ہے کہ (غیر نبی کے لیے ''الصلاۃ'' کا لفظ استعمال کرنا) مکروہ تنزیہی ہے، علما نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ یہ اہل بدعت کا شعار ہے اور ہمیں ان کے شعار کو اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، لیکن ممانعت کی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ سلف صالحین ''صلاۃ'' مستقل طور پر انبیائے کرام کے لیے خاص سمجھتے تھے۔ جیسا کہ ہم ''عزوجل'' کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص سمجھتے ہیں، اسی طرح ہم محمد عزوجل نہیں کہہ سکتے، بے شک آپ ﷺ عزیز وجلیل ہیں۔ اسی طرح ابوبکر وعلی رضی اللہ عنہما کے ناموں کے ساتھ ''صلی اللہ علیہ'' نہیں کہہ سکتے، باوجود اس کے کہ اس کا معنی درست ہے۔''

(العُدّة في شرح العُمدة : 2/612)

(سوال): قعدہ اولیٰ میں درود پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): پہلے قعدہ میں تشہد کے ساتھ درود پڑھنا جائز اور مستحب ہے اور دوسرے میں فرض ہے۔ پہلے قعدہ میں تشہد پر اکتفا بھی جائز ہے اور اس سے زائد اذکار، مثلاً درود، دُعا وغیرہ پڑھنا بھی جائز اور مستحب ہیں:

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتی ہیں:

يُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَّا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهٗ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ، ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهٗ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُّسْمِعُنَا .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نو رکعت ادا فرماتے اور آٹھویں رکعت کے بعد بیٹھتے۔ اللہ کا ذکر کرتے، اس کی حمد بجالاتے اور دُعا کرتے۔ پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے اور نویں رکعت ادا فرماتے۔ پھر بیٹھ جاتے اور اللہ کا ذکر، اس کی حمد اور اس سے دُعا کرتے، سلام اتنی آواز میں پھیرتے کہ ہمیں سنا دیتے۔''

(صحیح مسلم: 139/746)

❁ ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نو (9) رکعات ادا فرماتے اور آٹھویں کے بعد بیٹھتے، اللہ سے دعا کرتے اور درود پڑھتے۔ پھر سلام پھیرے بغیر اٹھتے اور نویں رکعت ادا کرنے کے بعد بیٹھتے۔ رب کی حمد وثنا کرتے اور درود پڑھ کر دعا کرتے۔ آخر میں اتنی بلند آواز سے سلام کہتے کہ ہمیں سنا دیتے تھے۔''

(سنن النّسائي : 1721، السّنن الكبرٰی للبیھقي : 500/2، واللّفظ لہٗ، وسندہٗ صحیحٌ)

② سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دو رکعت کے بعد بیٹھیں، تو کہیں:

التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ .

پھر جو چاہیں اللہ سے مانگیں۔

(مسند الإمام أحمد : 437/1، مسند الطیالسي : 304، سنن النّسائي : 1164، المُعجم الکبیر للطّبراني : 47/10، ح : 9912، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 237/1، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (720) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (1951) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشہد میں یہ دُعا پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ، التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، شَهِدْتُّ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ .

پہلی دو رکعت کے بعد تشہد پڑھتے اور جو جی چاہتا وہ دعا کرتے۔''

(المؤطّا للإمام مالك : 191/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی پہلے قعدہ میں تشہد سے زائد پڑھتے تھے۔

امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے۔

(الأمّ : 117/1)

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) کہتے ہیں:

''پہلے تشہد میں بلا اختلاف درود فرض نہیں، مستحب ہے یا نہیں؟ اس میں دو رائے ہیں، درست یہی ہے کہ پہلے قعدہ میں درود مستحب ہے۔''

(الأذكار : 67، بتحقيق الأرناؤوط)

سوال: جانور ذبح کرتے وقت درود پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اس موقع پر جو ذکر مسنون ہے، وہی پڑھنا چاہیے، ذبح کے وقت درود پڑھنا مشروع نہیں، کسی عمل کو کسی وقت یا موقع سے خاص کرنا شریعت کا وظیفہ ہے۔

سوال: جماع یا قضائے حاجت سے پہلے درود پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: ان مواقع پر جو دعائیں مسنون ہیں، وہی پڑھنی چاہیے، درود کو ان مواقع سے خاص کرنا بے دلیل ہے، بغیر دلیل شرعی کے کسی جائز اور مستحب عمل کو کسی وقت یا موقع کے ساتھ خاص کر دینا اسے بدعت بنا دیتا ہے۔

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام عین ایمان ہے۔ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے، آپ کی ذات پر عیب لگائے یا صفات میں سے کسی صفت کا انکار کرے، یا دیدہ دانستہ آپ کی ایسی صفت بیان کرے، جو حقیقت میں آپ کی صفت

نہیں، تو وہ کافر ہے، ایسا شخص اگر تائب نہ ہو، تو مرتد ہے اور اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ ریاست اسلامیہ کا دینی وقانونی فریضہ ہے، کسی فردِ بشر کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں۔

❁ **علامہ احمد بن حسین بن سہل ابوبکر فارسی رحمہ اللہ (۳۰۵ھ) فرماتے ہیں:**

إِنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا هُوَ قَذْفٌ صَرِيحٌ كَفَرَ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ .

''بلاشبہ جو نبی کریم ﷺ کو برا بھلا کہتے ہوئے آپ پر صریح تہمت لگائے، وہ شخص اہل علم کے نزدیک بالاتفاق کافر ہے۔''

(فتح الباري لابن حجر : 281/12)

❁ **امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:**

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لَهُ الْقَتْلَ .

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کو برا کہے، اس کی سزا قتل ہے۔''

(الإجماع : 720، الإقناع : 584/2، الإشراف : 60/8)

❁ **علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:**

إِنَّ السَّبَّ مِنْهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتِدَادٌ عَنِ الدِّينِ وَلَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اخْتَلَفَ فِي وُجُوبِ قَتْلِهِ .

''رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہنا دین سے ارتداد ہے۔ میں ایسے کسی مسلمان کو نہیں جانتا، جس نے گستاخ رسول کے قتل کے وجوب میں اختلاف کیا ہو۔''

(مَعالم السّنن : 296/3)

❁ **قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:**

''اللہ ہم سب کوتوفیق بخشے، جان لیجئے کہ جوبھی نبی کریم ﷺ کو برا بھلا کہے، یا آپ ﷺ پر عیب لگائے یا آپ کی ذات یا نسب یا دین یا کسی خصلت میں نقص داخل کرے یا آپ ﷺ کو برا بھلا کہتے ہوئے یا حقارت کے لیے یا شان میں کمی کرتے ہوئے یا عیب جوئی کرتے ہوئے آپ ﷺ کو کسی چیز کے برابر کرے یا مشابہ کرے، تو وہ آپ ﷺ کو برا بھلا کہنے والا تصور ہوگا، اس کا حکم بھی وہی ہے، جو برا بھلا کہنے والے کا ہے، یعنی اسے قتل کر دیا جائے گا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔......اسی طرح (وہ بھی گستاخ رسول ہے اور اس کی سزا بھی قتل ہے،) جو آپ ﷺ پر لعنت کرے، یا آپ پر بددعا کرے، یا آپ کے نقصان کی تمنی کرے یا مذمت کے طور پر آپ کی طرف کچھ ایسا منسوب کرے، جو آپ کی شایان شان نہ ہو، یا آپ کے متعلق نامعقول، گھٹیا، گندی اور جھوٹی بات کرے یا آپ ﷺ کو پیش آنے والے مصائب اور آزمائشوں میں سے کسی کی آپ کو عار دے یا آپ ﷺ کے لائق جائز کسی بشری عارضہ کی وجہ سے آپ ﷺ کو حقیر سمجھے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اب تک کے تمام اہل علم اور اہل فتویٰ کا اجماع ہے۔''

(الشّفا بتعریف حقوق المصطفٰی : 932/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَجْمَعَت الْأُمَّة عَلٰی قَتْلِ مُتَنَقِّصِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِين وَسَابِّهٖ .

''امت کا اجماع ہے کہ جو مسلمان نبی کریم ﷺ کی شان میں تنقیص کرے یا آپ کو برا بھلا کہے، اسے قتل کر دیا جائے۔''

(الشّفا بتعریف حقوق المصطفٰی : 2/211)

(سوال): کیا حدیث رسول کے ہوتے ہوئے قیاس کیا جا سکتا ہے؟

(جواب): حدیث رسول حجت ہے، یہ نص ہے اور نص کو ٹھکرانا کسی طور بھی جائز نہیں، نص کے مقابلہ میں قیاس کو لانا تو اس سے بھی زیادہ قبیح حرکت ہے۔

۞ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

أَوَّلُ مَنْ قَاسَ إِبْلِيسُ .

''(نص کے مقابلہ میں) سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ۸٦/۱٤، وسندهٗ حسنٌ)

۞ امام، محمد بن ادریس، شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

''علم کی دو اقسام ہیں؛ ایک اتباع اور دوسری استنباط۔ اتباع کتاب اللہ کا ہو گا۔ اگر کتاب اللہ (میں پیش آمدہ مسئلہ کا حل) نہ ہو، تو سنتِ رسول کا۔ اگر سنتِ رسول میں بھی نہ ہو، تو ہمارے اسلاف کی ایسی جماعت کا جن کا (اسلاف میں سے) کوئی مخالف ہمیں معلوم نہ ہو۔ اگر یہ بھی نہ ہو، تو کتاب اللہ پر قیاس کیا جائے گا، اگر یہ بھی نہ ہو، تو سنتِ رسول پر قیاس کیا جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو، تو جماعتِ اسلاف کے اس قول پر قیاس کیا جائے گا، جس کا (اسلاف میں سے) کوئی مخالف نہ ہو۔''

(مختلف الحديث، ص 91)

(سوال): کیا اجماع امت دلیل ہے؟

(جواب): صحابہ کرام یا بعد والے علمائے حق جس حکم شرعی پر متفق ہو جائیں، وہ حق ہے، اس پر عمل کرنا واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امت کو اس سے محفوظ فرما لیا ہے کہ وہ

ساری کی ساری گمراہی پر جمع ہو جائے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَ تْ مَصِيرًا﴾

(النساء : ١١٤)

''جس کے لئے ہدایت واضح ہو جائے اور وہ اس کے باوجود نبی کریم ﷺ کی مخالفت کرے اور سبیل مومنین سے ہٹ جائے تو ہم اسے اسکے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے جہنم رسید کر دیں گے، وہ برا ٹھکانہ ہے۔''

❀ علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (م:١٣٧٦ھ) لکھتے ہیں:

''اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کی مخالفت نہیں کرتا اور طریق سلف کی پیروی کرتا ہے، رضائے الٰہی کا طالب ہے، رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں کوشاں ہے اور جماعت المسلمین کے ساتھ جڑا رہتا ہے۔ پھر اس سے بتقاضائے بشریت گناہ صادر ہو جاتا ہے، یا گناہ کا ارادہ کر بیٹھتا ہے، تو مالک کریم اسے شیطان کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑیں گے، بلکہ اپنے لطف و کرم سے اس کا بچاؤ کریں گے اور برائی سے اس کی حفاظت کریں گے، جیسا کہ اللہ نے یوسف علیہ السلام کے متعلق فرمایا: ﴿كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ﴾ ''ہم نے ان سے برائی اور فحاشی کو دور کیا، کہ وہ ہمارے مخلص بندے جو تھے۔'' مطلب ان کے اخلاص کے سبب ہم نے ان سے برائی دور کر دی، آیت کا عموم بتاتا ہے کہ اس میں تمام مخلص

لوگ شامل ہیں۔''

(تفسير السّعدي، ص ٢٠٢)

ثابت ہوا کہ سبیل مؤمنین سے مراد مسلمانوں کا اتفاقی واجماعی راستہ ہے، لہٰذا مسلمانوں کے اجماع کو ٹھکرا کر دوسرا راستہ اختیار کرنا گمراہی اور اُخروی رسوائی کا باعث ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ أُمَّتِي عَلٰى ضَلَالَةٍ أَبَدًا .

''اللہ میری امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہیں کرے گا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم :116/1، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا پانچ وسق سے کم غلہ پر عشر واجب ہونے کے بارے میں کوئی دلیل ثابت ہے؟

جواب: عشر کا نصاب پانچ وسق غلہ ہے۔ اس بارے میں واضح حکم حدیث میں ثابت ہے، پانچ وسق سے کم غلہ پر عشر واجب ہونے کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں، اس بارے میں جو احادیث یا آثار سلف پیش کیے جاتے ہیں، وہ یا تو اس مفہوم پر دلالت نہیں کرتے یا ضعیف و ناقابل استدلال ہیں۔

سوال: کیا قول صحابی سے حدیث رسول کی تخصیص کی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں۔ احادیث رسول کے معانی ومفاہیم وہی معتبر ہیں، جو اسلاف امت نے بیان کیے ہیں، کیونکہ وہ ہی سب سے زیادہ نصوص سے واقف تھے۔